۷۸۶

هٰذَا مَوْعِظَةٌ لِلنَّاسِ

ایک پادری صاحب ماموره صوبہ بلوچستان کے خط کا جواب

المسمّٰی بہ

برہان

۱۳۲۲ھ ۱۹۰۵ء

از

جناب قاضی حاجی محمد سلیمان صاحب سلمان منصورپوری

ریاست پٹیالہ۔

جسکو شیخ ہدایت اللہ صاحب ضلعدار مینجر دفتر رحمۃ للعالمین

ریاست پٹیالہ نے

بار دویم۔ تعداد جلد ایک ہزار قیمت ۲ ر

ملنے کا پتہ:۔ شیخ ہدایت اللہ ضلعدار مینجر۔ دفتر رحمۃ للعالمین۔ پٹیالہ۔ عطر والہ دروازہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

امّا بعد - پادری صاحب نے یکم اگست سنہ ۱۹۱۴ء کو مجھے خط لکھا اور چند سوالات کے جواب مانگے تھے - سوء اتفاق سے یہ خط کسی ایسی جگہہ رکھا گیا کہ مجھے اُن دنوں میں نہ ملا اب تعطیلات دسمبر میں کاغذات کو اچھی طرح دیکھنے بھالنے سے اصل خط مل گیا اور جواب لکھا گیا بمسلمانان پٹیالہ نے شوق ظاہر کیا کہ اس خط کو چھاپ دیا جائے - میں نے اِس تجویز کو تو پسند کر لیا - مگر یہ مناسب نہیں سمجھا کہ پادری صاحب کا نام اُن کی اجازت کے بغیر ظاہر کیا جائے :-

مجھے امید ہے کہ برادران دین اور طالبان حق کو اس کے مطالعہ سے شادمانی و مسرت ملے گی - اور سعادتمندان ازلی کے لیئے یہ مختصر تحریر دعوت الی الحق ثابت ہوگی - والسلام +

احقر محمد سلیمان عفی عنہ -
۲۷ - دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء

یکم اگست ۱۹۱۴ء

کرمفرمائے بندہ جناب قاضی صاحب دام الطافکم۔

بعد سلام عرض ہے کہ کل میں نے پرچہ المسلم غازی محمود صاحب کسی دوست کی معرفت دیکھا۔ آپ کا خط پڑھکر بڑی خوشی ہوئی۔ اور مناسب خیال کیا۔ کہ آپ سے خط کی معرفت تعارف حاصل کروں۔ میں نے المسلم من اولہ الے آخرہ دیکھا۔ اور غور سے پڑھا۔ بطور نمونہ عرض کرتا ہوں۔ کہ کاتب کی غلطی تک معلوم کرلی۔ ملاحظہ فرماؤ۔ صـ۲۳ سطر آخری۔ جلد اول ماہ جولائی۔ یونہ نبی نہیں ہے۔ بلکہ اعمال ۲/۱۱ میں یوئیل نبی ہے۔ خیر مطلب یہ ہے۔ کہ میں نے خوب غور سے پڑھا۔ چونکہ آپ کو ایک آزاد محقق خیال کیا۔ اس لئے چند باتوں کی بابت عرض کرنا مناسب خیال کیا۔ میرا مسیحی خیال ان باتوں پر مبنی نہیں ہے۔ جو اقہات المؤمنین یا تعلیم محمدی یا تواریخ محمدی یا کسی اور مباحثہ کی کتاب میں پائی جاتی ہیں۔ بلکہ میرا مسیحی خیال توریت و دیگر صحف انبیاء و انجیل شریف کی درجہ بدرجہ تعلیم پر مبنی ہے۔ یعنی توریت شریعت ہے۔ اور انجیل کمال ہے۔ اس میں کوئی درمیانہ درجہ یا کمال باقی نہیں۔ جو کسی اور کتاب کی ضرورت ہو۔ البتہ قرآن شریف عربی۔ عربی نبیؐ کو جو عربوں کی دعوت کے لئے عربی میں ملا۔ تاکہ عذر رفع ہو۔ وکنّا عن دراستہا لغافلین۔ اور اگر بڑی ضرورت ہو تو اسی قدر جو توریت کی ہے۔ ورنہ۔ نہ انجیل کا قرآن مقابل ہے۔ اور نہ محمدؐ صاحب مسیحؑ کا۔ محمدؐ صاحب انسانی ضروریات کا نمونہ ہے۔ اور اسی لئے اس کے خاصے نہ صرف عبادت اللہ کی بابت ہیں۔ جیسا تہجد وغیرہ۔ بلکہ انسانی خواہشات کی بابت بھی۔ یعنی محمدؐ صاحب برخلاف دین مشرکان دین انبیاء سابقہ کی طرف داعی ہیں۔ اور اس زمانہ میں عمدہ سائر پر گھرست ہونے کا نمونہ ہیں۔ لیکن مسیح الٰہی قدرت و صبر و کمال کا معلم و نمونہ ہیں۔ اسلئے کلمۃ اللہ

وروح یا کلام اللہ کہلایا گیا- جو مظہر اللہ کے ہم معنے ہوسکتا ہے- اور نیز آدم ثانی کہلایا- کیونکہ جیسا آدم اوّل کے سبب فطر انسانی میں گناہ داخل ہوا- اُسی طرح آدم ثانی کے سبب فطرت انسان سے گناہ خارج ہوا- اور یہ شفاعت کا پہلا درجہ ہے +

لیکن حضرت محمدؐ صاحب بموجب استثنا ۱۸/۱۵ موسیٰ ثانی کہلایا- نہ آدم ثانی- مطلب یہ ہے کہ محمدؐ صاحب رسول عربی ہیں- اور اچھے مطلب کو پورا کرتے ہیں- کیونکہ اس طرح ابراہیمؑ کی کل اولاد موجب برکت مخلوقات ہوجاتی ہے :-

گویا یہی ہوا کہ شریعتِ موسیٰ عبرانی- اور شریعت محمدؐ عربی- دونوں ابراہیمؑ کی نسل سے چلیں- لیکن فضل و کمال مسیحؑ سے ملا- تاکہ خاکی انسان آلہی خصلت تک پہنچے :-

یہ مختصر نقشہ میرا امّید ہے- آپ کو میرا مطلب ظاہر کردیگا :-

قرآن شریف بھی میرے اس نقشہ کو مانتا ہے- افسوس کی بات ہے کہ میں جو دل میں رکھتا ہوں- عمدہ طور سے ادا نہیں کرسکتا- تو بھی عاقل را اشارہ کافی ست- کیا آپ ان خیالات پر کیا رائے دیتے ہیں +

میں امید کرتا ہوں کہ اس میدان سے باہر کی بات ضروری نہیں ہے یعنی اس طرح پر ہم غور طلب سوالات بنا سکتے ہیں +

(۱)- توریت و صحف انبیأ و انجیل و قرآن شریف آپس میں کیا نسبت رکھتے ہیں؟

(۲)- حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ و محمدؐ کے مدارج کیا ہیں- کیا نسبت رکھتے ہیں؟

(۳)- حضرت عیسےٰؑ کس بات میں نمونہ ہیں- اور حضرت محمدؐ صاحب کس میں؟

(۴)- حضرت محمدؐ صاحب کی ذاتی زندگی کا برتاؤ- انسانی حاجتوں میں کس زمانہ کے لوگوں سے مقابلہ کریں تاکہ عمدہ اور اعلےٰ ثابت ہو؟

(۵)- کیا آپ میرا مطلب جان گئے ہیں- اور میری مدد کس قدر کرسکتے ہیں-

راقم-

مکرم بندہ جناب پادری صاحب زاد عنایتکم۔

تسلیم۔ یکم اگست کا خط ملا۔ مشکور فرمایا۔ آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ٹھنڈے دل سے چند مسائل کو آزادانہ بحث میں لانا چاہتے ہیں۔ بیشک یہ مناسب ہے۔ خط کے شروع میں جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کے منکر نہیں۔ اور آپ کی شریعت کو شریعت بھی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ جملہ امور جناب کی تحریر سے صاف نمایاں ہیں۔ اور مخاطب کو راقم کی منصفانہ روش کا یقین دلانے کے مؤید ہیں۔

جناب نے چند سوالات کئے ہیں۔ لہذا اُن کے متعلق ذیل میں گذارش کیا جاتا ہے۔

پہلا سوال جناب کا یہ ہے کہ "توریت و صحف انبیاء اور انجیل اور قرآن شریف آپس میں کیا نسبت رکھتے ہیں۔"

پہلا جواب۔ آپ نے اپنے خط میں ایک جگہہ توریت کو شریعت اور انجیل کو کمال تحریر کیا ہے۔ پس اس فقرے کو صحیح رکھتے ہوئے مجھے صرف یہ بتلا دینا ہے۔ کہ قرآن مجید مہیمن ہے۔ مہیمن کے معنے یہ ہیں کہ جامع ہو۔ شریعت اور کمال دونوں پر حاوی ہو۔ قرآن مجید کا یہ نام خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ مگر مجھے شک ہے۔ کہ انجیل میں بھی اُس کا نام کمال موجود ہے یا نہیں۔

دوسرا جواب۔ توریت اور قرآن مجید میں ایک خاص بات ہے جو انجیل میں نہیں ہے۔ یعنی توریت اور قرآن مجید کے الفاظ و عبارات کی

قرآن اور صحف انبیاء میں باہمی نسبت۔

اشاعت خود حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی موجودگی ہی میں ہوگئی تھی۔ لیکن موجودہ انجیلوں میں سے کسی انجیل کو حضرت مسیح کے ملاحظہ میں آنے کا شرف حاصل نہیں ہوا +

متی۔ مرقس۔ لوقا۔ یوحنا۔ کی انجیلوں کے لکھے جانے اور ترتیب دئے جانے کی ہسٹری سے جو آنجناب نے بھی مشن سکولوں میں پڑھی ہوگی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح کے صعود کے بعد لکھی گئی تھیں۔ اور ان میں سے بعض کا سن تالیف حضرت مسیح سے ۷۰ سال بعد کا ہے +

توریت و قرآن شریف کے مقابلہ میں انجیل میں یہ ایسا فرق ہے جو بدیہی ہے۔ اور جس کا علمائے مسیحی کو بھی اقرار ہے۔ اور یہ ایسا اقرار ہے۔ جس سے کوئی مسیحی عالم انکار بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جناب لوقا اپنی انجیل کے شروع میں فرماتے ہیں:۔

چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں جس طرح سے انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہم سے روایت کی میں نے بھی مناسب سمجھا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کر کے تیرے لیئے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھوں تاکہ تو ان باتوں کی حقیقت کو جن کی تو نے تعلیم پائی۔ جانے۔

ہم کو بزرگ لوقا کا مشکور ہونا چاہیئے۔ کہ انہوں نے بتلا دیا کہ جو روایت اُن تک پہنچی تھی۔ اُسے اوّل بزرگ لوقا نے صحیح طور پر دریافت کیا۔ اور پھر ترتیب دیا۔ اس بیان سے ثابت ہوگیا کہ ان انجیلوں کا درجہ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ جیسا مسلمانوں میں کتب احادیث کا ہے۔ کیونکہ وہ بھی بزرگ علماء نے روایت سے بیان کی ہیں۔ البتہ کتب احادیث کا درجہ اس لیئے بالاتر رہیگا۔ کہ انہوں نے روایت کے ساتھ راویوں کا سلسلہ بھی بیان کر دیا ہے۔ اور

ہر ایک راوی کی لائف بھی بیان کی ہے۔ اور اُن اصول کو بھی بیان کر دیا ہے۔ جن پر مصنف نے اپنی دریافت کے وقت عمل کیا تھا۔ مگر یہ سب باتیں انجیلوں میں نہیں ہیں +

بزرگوار لوقا کی شہادت کے بعد آپ انجیل کو اُس ضروری اور بزرگ ترین صفت سے جو قرآن مجید و توریت کو حاصل ہے خالی دیکھیں گے۔

اب آپ اس امر سے بھی واقف ہیں کہ متی۔ مرقس۔ یوحنا۔ و لوقا کے بعض بعض بیانات وہ ہیں۔ جو ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ چونکہ لوقا کے سوا اور کسی بزرگ مصنف نے یہ نہیں کہا کہ اس نے بھی صحیح طور پر دریافت کے بعد ان روایتوں کو لکھا ہے۔ اس لئے کیا ہم یہ تصور کر لیں؟ کہ صرف لوقا کی انجیل ہی صحیح ہے۔ اگر ہم اسے صحیح قرار دیں گے۔ تو اُن دو بزرگوں کی تحریر کو کیا کہیں گے۔ جن کی بابت یہ بیان ہے۔ کہ اُنہوں نے مسیح کے کاموں کو خود دیکھا تھا؟ اور اگر وہ صحیح ہیں؟ تو بزرگ لوقا کی تحریر کے کیا معنے ہوں گے +

جہانتک میں جانتا ہوں۔ لوقا تو پولوس کے ممتاز شاگرد ہیں۔ اور پولوس وہ ہیں جن کی نسبت مسیحی علماء کا اعتقاد ہے۔ کہ مسیح کی روحانیت نے عالم روحانی سے اُن کی دستگیری کی تھی۔ اسی لئے بزرگوار پولوس اکثر مسائل میں ان حواریوں کو بھی ڈانٹ بتلا دیتے ہیں۔ جن کو مسیح نے اپنے سامنے اپنی تعلیم کے لئے منتخب کر لیا تھا +

الغرض ان تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد ایک محقق کے لئے یہ دشوار ہو جاتا ہے۔ کہ اس صفت میں انجیل کو توریت و قرآن کے برابر سمجھ سکے +

اب یہ سوال رہ جاتا ہے۔ کہ کیا توریت بھی قرآن کے برابر ہے؟ کچھ شک نہیں۔ کہ وہ دو لوحیں جو موسٰے علیہ السّلام پہاڑ سے لائے تھے۔ قرآن کے برابر تھیں

احادیث کی برتری اناجیل پر۔

اناجیل میں باہمی معیار صحت۔

توراۃ و قرآن مجید۔

۵۔ کتاب خروج ۳۲-۱۵-۱۶ تک

پھر موسیٰ علیہ السلام نے جو نقل ان دو لوحوں کی کی وہ بھی قرآن کریم کے برابر تھی۔ لیکن یہ سوال کہ اس وقت بائبل میں جو پانچ کتابیں حضرت موسیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ وہ بھی قرآن کے برابر سمجھی جا سکتی ہیں یا نہیں۔ قابل غور ہے ✣

توراۃ پر عیسائی و یہودی عالموں کے مذاہب

یہودی اور عیسائی عالموں کی راویوں میں ان کتابوں کی نسبت عجیب عجیب اختلاف ہیں ✣

جن عالموں کا یہ اعتقاد ہے کہ پانچوں کتابیں حضرت موسیٰ کی ہیں اُن میں بھی اختلاف ہے۔ اور وہ ان کتابوں کو بالکل وحی نہیں مانتے ہیں۔ مشہور محقق توسی مین کا اعتقاد ہے۔ کہ کتاب پیدائش حضرت موسیٰ کی تصنیف ان ایام کی ہے۔ جب وہ اپنے خسر کے پاس مدائن میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ یعنی زمانہ نبوت سے پہلے کی ✣

ان اختلافات سے یقین ہوتا ہے۔ کہ موجودہ تورات میں سے وہی حصہ قرآن کے برابر ہے جو بلا کسی اختلاف کے الہامی ہے۔

ایسا حصہ صرف دس احکام ہیں اور بادی النظر میں باور ہوتا ہے۔ کہ ان پر کچھ اختلاف نہ ہوگا۔ لیکن مذہب پراٹسٹنٹ کے بانی لوتھر صاحب کے جو سخت ریمارک ان دس احکام اور اس کے تعمیل کنندہ کے متعلق ہیں۔ وہ تو دل ہلا دینے والے ہیں ✣

دیگر صحیفے اور یہودی و عیسائی علماء

صحف انبیاء سے آپ کی مراد غالباً وہ صحیفے ہیں جو مجموعہ بائبل میں آج کل شامل ہیں۔ لیکن ان پر بھی علمائے یہود و مسیحی کا اتفاق نہیں ہے ✣

یہود کا فرقہ سامریہ حضرت موسیٰ کی پانچ کتابوں اور کتاب یوشع اور کتاب القضات کے سوا، اور کسی کتاب کو نہیں مانتا۔ کتاب یوشع کی بابت جناب کو معلوم ہوگا کہ

ڈاکٹر لائٹ فٹ اُسے فینحاس کی تصنیف بتاتا ہے۔
کالون اُسے العاذر کی تصنیف بتاتا ہے۔
ہنری اُسے یرمیا علیہ السّلام کی تصنیف بتاتا ہے۔
واٹسن اُسے سموئیل کی تصنیف بتاتا ہے۔

کتاب القضاۃ

کے مصنفوں میں اور زمانہ تصنیف میں بھی اسی طرح اختلاف ہے۔
اسی طرح بہت کتابوں کا حال ہے۔ اور بعض کتابوں کی نسبت تو علماء یہود و مسیحی کی رائیں بہت ہی سخت ہیں۔
کتاب ایوب کو فرضی شخص کا قصّہ بتلایا گیا ہے۔
غزل الغزلات کو وسٹن نے اوباشانہ راگ بتلایا ہے۔
امثال سلیمان کا مصنف بھی ایک شہزادہ کا گارڈین بتلایا جاتا ہے۔
زبور میں سے کوئی تو داؤد علیہ السّلام کی مناجاتیں صرف دس بابوں کو بتلاتا ہے۔ کوئی بیس کو۔
کوئی عالم کتاب زبور کو آدمؑ۔ ابراہیمؑ۔ وموسیٰؑ وارساف وسلیمان وجدوتھن اور فرزندان قورح کی بتلاتا ہے۔
کوئی حضرت سلیمانؑ کا نام بھی ایزاد کرتا ہے۔
نو کتابیں اس مجموعہ میں ایسی ہیں۔ جنہیں یہود بالکل تسلیم نہ کرتے تھے اور مسیحی بھی اُن میں سخت اختلافات رکھتے تھے۔
ان حالات پر میرے دوست کا سوال ہی عجیب ہے۔ کہ قرآن مجید کے ساتھ اُن کی باہمی نسبت کیا ہے۔
یہ جواب اُن تاریخی معلومات پر مشتمل ہے۔ جو علمائے مسیحی نے ہمارے لئے بہم پہنچائے ہیں۔

اگر معزز مخاطب اسے پسند نہ فرمائے تو مجھے بھی انکی بابت کچھ زیادہ اصرار کرنا ضروری نہیں۔ میرا پہلا جواب جو آپ کے الفاظ کو ملا کر دیا گیا ہے پسند فرما لیجئے۔ تورات شریعت ہے۔ انجیل کمال۔ اور قرآن مجید مہیمن۔

قرآن مجید کے مہیمن ہونیکا آپ کو اقرار نہ ہوگا۔ گو آپ اُسے ایک شریعت مان لینے پر تیار ہیں +

قرآن مجید کو مہیمن ثابت کرنے کے لیئے مجھے دو ہی باتوں کا ثبوت دینا چاہیئے (۱) وہ مثل تورات شریعت ہے۔ (۲) وہ مثل انجیل فضل و کمال ہے جزو اول کا آپ کو اقرار ہے۔ بس اب مہربانی سے یہ فرما دیجیئے کہ جزو دوم کا کیوں انکار ہے۔ کیا انجیل میں کوئی ایسی تعلیم ہے۔ جو قرآن مجید میں نہیں +

میرے مندرجہ بالا الفاظ کو پڑھکر آپ کا ذہن شاید فوراً کفارہ و تثلیث و ابنیت و الوہیت کے مسائل کی جانب منتقل ہوگا اور ممکن ہے۔ کہ آپ مجھے یہ تحریر فرمانا چاہیں کہ یہ ہیں وہ خاص تعارف و اسرار و رموز و غوامض جن سے قرآن خالی ہے۔ لیکن ایسی رائے قائم فرمانے یا قلم بند کرنے سے پیشتر جناب کو یہ غور کر لینا ضروری ہوگا۔ کہ میرے نزدیک اور سب مسلمانوں کے نزدیک حضرت مسیح کے الفاظ تو حجت و دلیل بن سکتے ہیں۔ لیکن کسی دوسرے کے الفاظ یہ درجہ ہرگز نہیں رکھتے +

حضرت مسیح کے الفاظ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے فہم یا عبارت یا مذہبی کونسلوں کی کسی قرارداد کو بطور دلیل کے پیش نہ فرمایئے۔ اور جب اس احتیاط سے آپ دلیل کی تلاش کریں گے تو پھر آپ کو مجموعۂ اناجیل میں کوئی نئی بات جو قرآن مجید میں نہ ہو۔ نہیں ملیگی۔ غالباً چاروں انجیلوں میں سب سے بڑا رتبہ عیسائیوں کے ہاں یوحنا کی انجیل کا ہے۔ لیکن وہ بھی اس مدعا میں قاصر رہ جائیگی۔ میرا مدعا خدانخواستہ اس جگہ یہ اناجیل

اربعہ میں سے کسی انجیل کی وقعت کے خلاف کچھ کہنے کا نہیں۔ کیونکہ یہ میرا شعار ہی نہیں۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ فی الواقع اناجیل اربعہ سے یہ مسائل اور یہ مطالب مستخرج نہیں ہو سکتے +

یونیٹیرین و مسائل الوہیت وغیرہ۔

میں اس کی تائید میں یونی ٹیرین کی تصنیفات کو بھی پیش کروں گا اور مذہبی کونسلوں میں پیش شدہ رایوں اور منظور شدہ رایوں کو بھی۔ اور یہ سب مجموعۃً ثابت کریں گے۔ کہ اگر اناجیل اربعہ خود ان مسائل میں کافی ہوتیں تو یہ تمام جد و جہد محض بیکار تھا +

قرآن مجید مہیمن ہے۔

غرض میں اُن مسائل کو بروئے تحقیقات مسائل بعد از مسیح قرار دیتا ہوں۔ اور اُن کے سوا دیگر جس قدر مسائل متعلق تکمیل انسانی و عرفان ربانی آپ انجیل سے ثابت کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں وہی مسائل زیادہ کمال اور زیادہ نور و تبیان کے ساتھ آپ کو ملاحظہ کرائے جا سکتے ہیں۔ جس سے ایک محقق بخوبی مطمئن ہو سکتا ہے کہ فی الواقع مہیمن ہونے کا درجہ قرآن مجید ہی کو حاصل ہے +

یہاں تک پہلے سوال کا جواب ختم ہوا۔ یہ جواب بلحاظ اہمیت سوال کے بہت مختصر ہے۔ مگر امید ہے کہ میرا مطلب واضح کرنے کے لئے کافی ہوگا +

مضامین قرآن کا بائیبل سے تقابل۔

میں جب کہ قرآن حکیم کا مہیمن ہونا اس جگہ لکھ رہا ہوں تو یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ بعض مسیحی عالم قرآن پاک کی تفتیش اور طریقے سے کیا کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم مضامین قرآن مجید کو بائیبل کے سامنے پیش کریں گے اور دیکھیں گے۔ کہ اس کا کونسا حصہ بائیبل سے مطابقت رکھتا ہے اور کونسا حصہ نہیں۔ جو حصہ مطابق ہو جائیگا وہ صحیح ہے۔ اور جو حصہ مطابقت نہ کھائیگا وہ قابل تسلیم نہیں +

یہ اصول بظاہر خوش نما ہے۔ مگر فہمندہ بھی خوشنما اس لئے کہ

کلام الٰہی کی مطابقت کلام الٰہی سے کیجاتی ہے۔ اسی لئے کسی کو انکار نہیں کرنا چاہیئے +

اور فریبندہ اسلیئے ہے کہ اسی اصول کے موافق کوئی مسیحی عالم پسند نہیں کریگا۔ کہ عہدنامہ جدید (یعنے اناجیل وراعمال وخطوط) کی مطابقت عہدنامہ قدیم کے ساتھ کیجائے +

مسلمانوں کی طرف سے میں یہ عرض کرنے کو تیار ہوں۔ کہ ہم اس اصول پر عمل کرنے کو آمادہ ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ اس اصول پر عمل کرنے کے لئے اس قدر قرارداد کا ہونا ضروری ہے۔ کہ کلام کا کونسا حصّہ ایسا ہے۔ جس کے ساتھ باقی تمام حصص کی مطابقت کرنی چاہیئے +

ہم رفع نزاع کے لئے مان لیتے ہیں کہ عہدنامہ قدیم کی قدیم تر کتابوں کو یہ درجہ عطا کیا جائے۔ یعنی حضرت موسیٰؑ کی کتابوں کو بطور معیار ٹھہرا لیا جاوے۔ اور پھر ان کتابوں پر ہر ایک تعلیم کو اسی ترتیب کے ساتھ جو بلحاظ زمانہ دنیا کے اندر پائی گئی ہے۔ پیش کیا جائے۔ یعنی یوشع کی کتاب سے لیکر ملاکی نبی کی کتاب تک کو۔

اور ان کتابوں میں سے جس جس کتاب یا جس جس باب یا جس جس درس کی سپدناموسیٰؑ کی تعلیم سے مطابقت نہ ہو اُسے چھوڑ دیا جائے +

اس کے بعد یہی طریق متی۔ مرقس۔ لوقا۔ اور یوحنا کی کتابوں کے ساتھ جاری رکھا جائے۔ تحقیق کنندہ حیران رہ جائیگا۔ جب یہ دیکھیگا۔ کہ عہدنامہ قدیم کی سب کتابیں آپس میں کس قدر زیادہ متفق ومتحد ہیں۔ اور کیسے کیسے مختلف پیراؤں اور متعدد عبارتوں کے ساتھ ایک واحد مدعا کو بیان کررہی ہیں۔

لیکن عہدنامہ جدید کا آغاز ہوتے ہی ایک جدید دروازہ کھل جاتا ہے

اور مطابقت دہندہ کی پریشانی وحیرانی ترقی پہ ترقی کرتی جاتی ہے +
اس حیرانی سے رہائی پانے کے لئے کبھی کبھی بیچارہ تحقیق کنندہ یہ چاہا کرتا ہے۔ کہ قدیم کے لیئے تو لفظ قدیم ہی ایک ایسا عذر ہے۔ کہ وہ جدید سے مطابقت نہ کہائے۔

اناجیل کا باہمی تفاوت

اس لیئے بہتر ہے کہ عہدنامہ جدید کی کتابوں کو باہم متوافق کر لیا جاوے۔ اس نیت سے جب یہ بیچارہ ان کتابوں کو دیکھتا ہے۔ تو اُسے متی کے واقعات لوقا میں نہیں ملتے۔ اور لُوقا کی بہت باتیں مرقس میں پائی نہیں جاتیں۔ یوحنا کی انجیل کا تو کیا ہی کہنا ہے۔ وہ تو اصول اور ارکان میں تینوں سے زیادہ چلتا ہے۔ عیسائی محقق سے اندریں صورت یہ امید ہو سکتی تھی۔ کہ وہ اس انجیل کو جو سب سے نرالی ہے اور نئے اعتقاد سکھانے والی ہے۔ بالکل نظرانداز کر دیگا۔ لیکن مشاہدہ بالکل ہمارے خلاف توقع یہ ہے کہ اسی انجیل کو سب سے بالاتر درجہ دیا جاتا ہے۔ اور اُسے جناب مسیح کی اقنومیت کی خاص انجیل بتلایا جاتا ہے۔ ان کے بعد اعمال اور خطوط دیکھنے والے کی نظر پڑتے ہیں +

پولوس کا حواریوں سے تفاوت

محقق کو جلد نظر آجاتا ہے۔ کہ یعقوب اور برناباس و پطرس وغیرہ مسیح کی تعلیم کو جس طرح پر بیان کر رہے ہیں پولوس کا بیان اُن سے مطابقت نہیں کھاتا ہے۔ بلکہ چند در چند ایسے مسایل ہیں جن میں جناب پولوس استحکام کے ساتھ اپنی رائے پر قائم رہتے ہیں۔ اور اُن حواریوں کا قول نہیں سنتے۔ جنکو مسیح نے اپنی تعلیم کا گواہ بنایا۔ اور جن کو دنیا بھر سے برگزیدہ کر کے اپنے لیئے پسند فرمایا تھا +

عیسائی محقق کے لیئے یہ اختلاف سخت کشمکش میں ڈال دینے کا سبب بنجاتا ہے۔ اور وہ اس سے رہائی پانے کا ذریعہ صرف ایک ہی سمجھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی تحقیق کو ادھر سے ہٹا کر قرآن پاک پر لگادے۔

ہم اس محقق کو خیر مقدم کہتے ہیں۔ اور نہایت کشادہ پیشانی سے آمادہ ہیں۔ کہ خود بھی اُن کی تحقیق میں شامل ہو کر اُنہیں کافی معلومات بہم پہنچا سکیں ؂

البتہ اپنی ناواقفیت کو دور کرنے کے لئے اس قدر ضرور پوچھ لینا چاہتے ہیں۔ کہ جناب من اس اصول کے موافق آپ قرآن مجید کو انجیل کے ساتھ مطابق کرنے کا کام پہلے شروع کرینگے۔ یا توراۃ کے ساتھ مطابق کرنے کا۔ ہماری طرف سے آپ دونوں طرح اپنی کارروائی کے آغاز کا اختیار رکھتے ہیں۔

اگر آپ نے پہلے پہل توراۃ کے ساتھ قرآن مجید کو مطابق کرنا چاہا۔ اور یہ دونوں کتابیں بیشتر اور اکثر مقامات میں متحدہ و مطابق ہو گئیں مگر انجیل کے مضامین ان متحدہ مضامین سے نہ ملے تب غلبہ کس طرف رہیگا؟

اور اگر بعض مسائل میں انجیل و قرآن پاک متحد ہو گئے۔ اور توراۃ سے اختلاف رہا۔ تو کیا وہاں توراۃ کو چھوڑ دیا جاویگا۔ غالباً توراۃ کا چھوڑنا اس لئے دشوار ہوگا کہ آپ نے شروع شروع میں اُسی کو معیار ٹھہرایا تھا۔ کیا اب آپ انجیل و قرآن دونوں کو چھوڑ دیں گے؟ اگر آپ ایسا کرنے پر آمادہ ہیں۔ تو ہم کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ کہ آپ انجیل و توراۃ کے باہم متحد ہو جانے کی حالت میں اُن مسایل کو بھی چھوڑ دیں۔ جو قرآن پاک نے تنہا بیان کئے ہیں۔ لیکن اگر آپ انجیل کو بہت زیادہ مسائل میں توراۃ سے مختلف پا کر بھی نہ توراۃ کی صحت پر شک رکھتے ہیں۔ اور نہ انجیل کا نرالا اختلاف آپ کے یقین و ایمان کو متزلزل کر سکتا ہے۔ تب ایسی حالت میں مسلمان نہایت زور سے کہیں گے کہ آپ خصوصیات قرآن مجید پر بھی کوئی اعتراض نہیں کر سکتے +

جناب من۔ مندرجہ بالا فقرات ہمنے اسلئے لکھ دیئے ہیں۔ کہ آپکے

سوال کا تعلق بھی ان تینوں کتابوں کی باہمی تعلقات پر تھا +

میں آپ کو توجہ دلاؤں گا۔ کہ توریت میں طلاق دینے کی کتنی آسانیاں ہیں۔ اور جناب مسیح[۱] نے کیونکر طلاق کو صرف ارتکاب زنا سے محدود کردیا ہے[۲]

حالانکہ جناب مسیح[۱] کا یہ بھی قول ہے۔ کہ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں توریت کا ایک شوشہ کم نہ ہو گا[۲] +

میں آپ کو توجہ دلاؤں گا کہ ختنہ کے متعلق توریت میں کتنی زیادہ تاکید کی گئی[۳] ہے۔ اور یہاں تک حکم دیا گیا ہے۔ کہ باایمان کو سبت کے دن غیر مختون کے گھر کے اندر نہیں داخل ہونا چاہیئے۔ اور برخلاف اس کے جناب پولوس نے ختنہ کو کس قدر غیر ضروری[۴] ٹھہرایا ہے۔

میں آپ کو توجہ دلاؤں گا۔ کہ جناب مسیح[۵] نے شریعت کو کتنی فضیلت دی[۵] ہے۔ اور پولوس نے کتنے مقامات پر شریعت کو لعنت بتلایا[۶] ہے +

میں آپ کو توجہ دلاؤں گا۔ کہ مسیح[۱] کے شاگردوں میں کتنا سخت اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس بارہ میں کہ نجات صرف ایمان پر ہے۔ یا ایمان اور اعمال دونوں[۷] پر +

میں آپ کو توجہ دلاؤں گا۔ کہ انجیل کے ایک مقام پر کس طرح روزہ کی عدم ضرورت یہ کہکر بتلائی گئی ہے۔ کہ جب دُلہا کے ساتھ برات ہوتی ہے۔ تو وہ بھوکے نہیں مرتے[۸]۔ اور دوسرے مقام پر بڑی بڑی کراماتوں کی طاقتوں کو دعا و روزہ کے ادا کرنے پر منحصر رکھا گیا[۹] ہے +

غرض جہاں ایسے ایسے بیسیوں مسائل پائے جائیں۔ اور ایک مسیحی ان سب پر بطور ایمان کے اعتقاد رکھتا ہو۔ اُسے یہ حق نہیں ہے۔ کہ پہلے ایک طبع زاد اصول بنائے۔ اور پھر اُس کے موافق صرف

---

[۱] متی ۵۔۳۲ + [۲] متی ۵۔۱۸ + [۳] پیدائش ۱۷۔۱۰ تا ۱۴ + [۴] گلاتیون ۵۔۲ +
[۵] متی ۵۔۱۸ و ۱۹ + [۶] گلاتیون ۳۔۱۳ + [۷] یعقوب ۲۔۲۶۔ اور گلاتیون ۳۔۱۰ +
[۸] مرقس ۲۔۱۹ + [۹] مرقس ۹۔۲۹ و ۳۰ +

قرآن مجید پر اعتراض کرنا چاہے +

دوسرا سوال جناب کا یہ ہے:۔

کہ حضرت موسےٰ و عیسےٰ و محمد (صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین) کے مدارج کیا ہیں۔ کیا کیا خاص خدمت اُن کے سپرد ہے۔

جناب من۔ یہ تینوں مقدس ہیں۔ خدا کے برگزیدہ ہیں۔ نبی ہیں۔ رسول ہیں۔ اولوالعزم ہیں۔ ان کے صدق و امانت پر ایمان لانا ہر ایک مومن کے لیئے لازمی ہے۔

اب اِن کی جداگانہ شان ملاحظہ ہو+

حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

کتاب خروج کا ۳ باب ملاحظہ ہو ۱۔ درس سے ۹ درس تک خدا کا موسےٰ ؑ سے ہمکلام ہونا بیان ہوا ہے۔ اور ۱۰ درس میں موسیٰ ؑ کی خاص خدمت ان الفاظ میں ہے:۔

پس تو اب جا میں تجھے فرعون کے پاس بھیجتا ہوں۔ میرے لوگوں کو جو بنی اسرائیل ہیں۔ مصر سے نکال۔

پس حضرت موسےٰ کا اصل مشن یہی تھا۔ مصر سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل کو شریعت بھی دی گئی۔ اور وعدہ کی زمین کی طرف سفر جاری رہا۔ خدا کا وعدہ تھا۔ کہ موسیٰ اس قوم کو وعدہ کی زمین تک پہنچائیں گے۔ لیکن قوم کی نافرمانیوں اور گستاخیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت موسےٰ کے دن پورے ہو گئے۔ اور وہ خود بھی وعدہ کی زمین میں داخل نہ ہو سکے۔

مصر سے قوم کو نکال لانا۔ اُن کے لیئے ایک شریعت دے جانا حضرت موسےٰ ؑ کے شاندار کارنامے ہیں۔ لیکن اُن کا انجام اپنے مشن کی پوری کامیاب خورسندی کے ساتھ نہیں ہوا تھا +

حضرت مسیح علیہ السّلام ۔

سیّدنا مسیح نے اپنی بابت خود ہی فرمادیا ہے ۔ کہ وہ صرف بنی اسرائیل کی کھوئی بھیڑوں کی طرف بھیجے گئے ہیں ۔ اور کسی کی طرف نہیں[1] ۔ اس قول کی تائید میں حضرت مسیح کی زندگی کے طرزِ عمل کو بھی پیش کیا جا سکتا ہے ۔ کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کو بھی غیر قوموں کی طرف جانے سے روکا[2] ۔ اور خود بھی کسی غیر قوم کی طرف تشریف نہیں لے گئے +

کچھ شک نہیں کہ حضرت مسیح کے مخاطب موسیٰ کی گدی پر بیٹھنے والے تھے ۔ انہوں نے ان ہی کو مخاطب کیا ۔ اور ان ہی کی اصلاح میں اپنا تمام وقت اور تمام توجہ وہمت کو خرچ کیا ۔ مسیح نے بارہ حواری بھی بنی اسرائیل ہی میں سے چنے ۔ اور اُن کی تعداد بھی بنی اسرائیل کے بارہ اسباط کے موافق رکھی ۔ جس سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ وہ بنی اسرائیل کے ہر ایک سبط کے لئے اپنے ایک ایک شاگرد کو تیار کر رہے تھے +

ہم حضرت مسیح علیہ السّلام کے شاندار ناموں کی خود بھی شہادت دیتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں ۔ کہ انہوں نے خدا کی راہ میں اولو العزم انبیاء کی طرح صداقت اور استقامت کے اعلےٰ ترین نمونے دکھلائے تھے +

آپ نے حضرت مسیح کو ابن اللہ کہا ہے ۔ مگر اناجیل کو دیکھئے جن میں ۳۰ دفعہ حضرت مسیح کو ابن آدم کہا گیا ہے ۔ (متی ۱۶ ۔ مرقس ۵ ۔ لوقا ۸ ۔ مکاشفات ۱ = ۳۰ اور (۲۲) دفعہ اُن کو ابن انسان کہا گیا ہے ۔ (متی ۵ ۔ مرقس ۲۶ ۔ لوقا ۶ ۔ یوحنا ۵ ۔ ۳۲) اور اسی طرح ابن داؤد کا لفظ بھی بار بار ان کے لیے مستعمل ہوا ہے +

مہربانی سے اناجیل پر یہ بھی غور کریں کہ کس مخلوق نے سب سے پہلے مسیح کو

---

[1] متی ۱۵ ۔ درس ۲۴ + [2] متی ۱۰ ۔ ۶ و ۷ +

روح بمعنے انجیل میں

خدا کا بیٹا کہا۔ کیا یہ وہی آزمایش کرنے والا نہ تھا۔ جو مسیح کو جنگل میں لیگیا تھا اور حضرت مسیح نے اوس کے لفظ خدا کا بیٹا کا جواب دیتے ہوئے اپنے لئے لفظ آدمی کا استعمال کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو متی ۴ باب) +

اس لیئے میں نہیں سمجھتا۔ کہ اس خطاب میں اب کیا بزرگی مخفی ہے۔ آپنے مسیح کو روح کہا ہے۔ لیکن انجیل کے محاورہ میں تو یہ لفظ کوئی عظمت کا لفظ نہیں۔ ملاحظہ ہو "اُس وقت روح یسوع کو جنگل میں لے گئی" (متی ۴ درس ۱ باب) +

مجھے اشتباہ ہے۔ کہ آپ انجیل کو چھوڑکر اس جگہہ محاورات قرآنی کا استعمال کرنے لگے ہیں۔ قرآن مجید میں بیشک کلمہ اور روح کے الفاظ موجود ہیں۔ پس اگر جناب نے الفاظ قرآنی ہی کا استعمال کیا ہے تو مناسب ہوگا۔ کہ ان الفاظ کے معانی بھی آپ قرآن مجید ہی سے معلوم کریں۔ اور پھر اپنی رائے کو دخل نہ دیں +

روح اور روح حق۔

میں اس جگہہ یہ عرض کردینا چاہتا ہوں۔ کہ قرآن پاک میں حضرت مسیحؑ کو روح بتلایا گیا ہے۔ اور انجیل میں حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح حق فرمایا گیا ہے۔ اور ایک محقق غور کرنے سے اس راز کو سمجھ سکتا ہے +

آدم اول و ثانی۔

آپ نے حضرت مسیح کو آدم ثانی بتلایا ہے۔ لیکن انجیل میں تو مسیح کا یہ خطاب مجھے کہیں نہیں ملا۔ یہ ظاہر ہے کہ ثانی اپنے اول کا مشابہ ہوا کرتا ہے۔ لیکن آپ نے جو توجیہ حضرت مسیح کو آدم ثانی کہنے کی بتلائی ہے۔ وہ بالکل اس اصول کے خلاف ہے۔ اگر آدم اول اپنی نسل میں گناہ چھوڑ جانے کا سبب بنا تھا تو اس کا ثانی بھی (جو کوئی بتایا جاوے) گناہ کے ازالہ کا سبب نہیں بن سکتا۔ مہربانی سے اچھی طرح غور فرمالیں +

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلعم نے صاف الفاظ میں دنیا کو آدم کی نسل کے ہر ایک بچہ کو ہر ایک اُس شخص کو جو لفظ انسان سے مخاطب کیا جاسکتا ہو۔ اسطرح دعوت دی ہے۔ یَآیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ؕ ترجمہ۔ اے نسل انسانی کے بچو میں تم سب کے لئے اللہ کا پیغام لیکر آیا ہوں۔ پاک کلام میں جو الٰہی کلام ہے۔ محمدؐ رسول اللہ کو رحمۃ للعالمین بتلایا گیا ہے۔ اور رحمۃ للعرب نہیں +

اب آنحضرت صلعم کے طرز عمل سے ان الفاظ کی تائید ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ کے دربار میں صرف اُنہی کی قوم کے اشخاص نہیں پائے جاتے۔ بلکہ ہر ایک قوم کے پائے جاتے ہیں۔ آن حضرت صلعم کے دربار میں صرف بت پرست ہی فیض یاب نظر نہیں آتے۔ جو مکہ والوں کا مذہب تھا۔ بلکہ ہر ایک مذہب کے مستند فاضل دیکھے جاتے ہیں +

ملک حبش کا بلال رضؓ + ملک روم کا صہیب + ملک ایشائے کوچک کا عداس + ملک ایران کا سلمان + ملک یمن کا ابوہریرہ رضؓ + صوبہ دومۃ الجندل کا اکیدرؓ + ملک شام کا فروۃ الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اپنے اپنے نسل اور قوم اور ملک کی جانب سے حاضر ہیں۔ خالد بن ولید بت پرستوں میں سے + ورقہ بن نوفل موحد عیسائیوں میں سے + عدی بن حاتم۔ رومن کیتھولک عیسائیوں میں سے + صرمہ بن ابی انس۔ عالمان مسیحی میں سے + عبداللہ بن سلام۔ عالمان یہود میں سے + عثمان بن ابوطلحہ عالمان مذہب ابراہیمی میں سے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین + دربار محمدی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اپنے اپنے اہل مذہب پر حقانیت اسلام کی حجت ختم کر رہے ہیں +

عبداللہ ذوالبجاد۔ بے سروسامانوں میں سے + مصعب بن عمیر امیرزادوں میں سے +

دربار محمدی اور مختلف ممالک۔

دربار محمدی اور مختلف مذاہب

لبید ابن ربیعہ۔ شاعروں میں سے + طفیل دوسی۔ زبان آوروں میں سے +
عکرمہ بن ابو جہل شمشیر افگنوں میں سے + ابو سفیان بن حرب سپہ سالاروں میں سے +
عمرؓ فاروق سیاست دانوں میں سے + عمرو بن عاص۔ اہل تدابیر میں سے +
علی مرتضیٰ رضؓ عالموں میں سے + معاذ بن جبل رضؓ اہل فتاوے میں سے +
زید بن ثابت اہل انشا و کتابت میں سے + رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔
وغیرہ وغیرہ مختلف اجناس و مختلف طبقات و استعدادات کے سر برآوردہ
موجود ہیں +

اس پر بھی نبی کریم صلعم مختلف قبائل کی جانب بہ نفس نفیس سفر فرماتے
ہیں۔ اور ہر ایک کو بالمشافہہ ہدایت دیتے ہیں۔ پھر مزید برآن دنیا
بھر کی مختلف حکومتوں اور سلطنتوں کے فرمانرواؤں اور سلطانوں کے
نام سفیر روانہ کیئے جاتے ہیں۔ اور خاص اُس ملک اور قوم کی زبان میں
تبلیغ کی جاتی ہے +

ایک غریب رانڈ عورت کا یتیم بچہ جس کی تربیت بیکسی و درماندگی نے
کی ہو۔ جسے افلاس و فلاکت نے پالا ہو جسے علم و فن نے کبھی مُنہ نہ
دکھایا تھا۔ جو سیاست مذہب کے معاملات سے کوئی شناسائی نہ رکھتا
تھا وہ کل دنیا کو بے دھڑک تعلیم دے رہا ہے۔ وہ تمام دنیا کو انصاف اور
عدالت سے ملزم ٹھہرا رہا ہے +

وہ راستبازی سے ہر ایک کو اس کی حالت سے آگاہ کر رہا ہے +

وہ مہربانی سے گم گشتہ قوموں کو نامور بنا رہا ہے +

وہ شفقت سے گڈریوں کو تخت و تاج بخش رہا ہے +

وہ غلاموں کو ممالک کا فاتح بنا رہا ہے +

وہ غم زدوں کو حاجت روائی کے منصب پر پہنچا رہا ہے +

وہ اندھوں کو آنکھیں۔ بہروں کو کان۔ غافلوں کو دل۔ اور مردوں کو

مختلف طبقات کے سرگروہ

مختلف ممالک میں سفیر

حیات عطا کر رہا ہے +

کیا اس رسول۔ اس نبی۔ اس معلم۔ اس سراج منیر۔ اس داعی الی اللہ کی شان ابھی تک ظاہر نہیں ہے ؟

کیا ایک محقق صرف اسی طرح کہہ سکتا ہے کہ وہ صرف عرب کے نبی یا مصلح تھے ؟

کیا عرب اپنے محل وقوع کے اعتبار سے وسط عالم نہیں ہے ؟

اور کیا دنیا کو حقیقی اعتدال کے موافق تعلیم دینے والے کا مقام اس وسط سے بہتر موزون کوئی اور بھی ہو سکتا ہے ؟۔

کیا اس کی تعلیم کے فیوض سے عیسائیت زیر بار احسان نہیں ہے ؟

کیا لوتھر نے اسلامی تعلیم سے استفادہ نہیں اٹھایا ہے۔ کیا یونی ٹیرین نے توحید کا سبق یہیں سے نہیں سیکھا ہے ؟

کیا ایمان اور عقل کے ملاپ کا قاعدہ اسی ہادی نے نہیں سکھلایا ہے ؟

کیا تمدن کا سبق رہبانیت کے فدائیوں کو اسی سرور عالم نے نہیں پڑھایا ہے ؟

کیا دولتمندوں کے لیئے آسمانی بادشاہت میں داخلہ کا ٹکٹ اسی سید نے عطا نہیں کیا ہے ؟

کیا عورت کو مرد کے برابر کے حقوق اسی محسن نوع انسان نے عطا نہیں کیئے ہیں ؟

جب یہ تمام باتیں اہل نظر کے نزدیک مسلمہ ہیں اور تاریخ دان اس کا انکار نہیں کر سکتے ہیں تو مجھے تعجب ہے۔ کہ آپ جیسے باخبر سے یہ امور کیونکر پوشیدہ رہے +

جناب من جب آپ سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی عرب تسلیم کرتے ہیں۔ اور انکی شریعت کو شریعت عرب بھی مان لیتے ہیں۔ تو یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ یہ بھی مانتے ہیں کہ عرب کو فی الواقع ایک نبی ؑ اور ایک شریعت کی اُس وقت میں بھی ضرورت تھی جبکہ مسیح ؑ کی تعلیم کو دنیا میں ظاہر ہوئے چھ صدیاں ہو چکی تھیں۔ اچھا اس تسلیم ضرورت کے بعد مہربانی سے بتلا دیجئے کہ دیگر ممالک کو ایک نبی اور ایک شریعت کی کیوں ضرورت نہ تھی +

عرب وسط عالم ہے۔

احسانات محمدیہ

جس قدر زیادہ آپ اس پوائنٹ پر غور فرمائیں گے اُسی قدر زیادہ وضاحت سے آپ کو ثابت ہو جائیگا۔ کہ اسلام کی دنیا کو ضرورت کیا تھی +

جناب من آپ کو تحقیق کرنے سے واضح ہو جائیگا۔ کہ تمام دنیا کے لیئے واحد تعلیم کی ضرورت کا اقرار بھی صرف اسلام ہی نے کیا ہے۔ اور اس ضرورت کو پورا بھی اسلام ہی نے کیا ہے +

پادری صاحب ابھی آپ کا تیسرا اور چوتھا سوال باقی رہ گیا ہے۔ جن میں آپ دریافت فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السّلام کس چیز کا نمونہ ہیں اور محمّد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز کا نمونہ ہیں +

میں ان دونوں سوالات کا جواب ایک ہی جگہہ عرض کر دونگا۔ لیکن کیا مجھے خود جواب عرض کرنا چاہیئے یا کہ حضرت سیدنا مسیح ؑ اور حضرت سیدنا محمّد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھہ بیان کر دیا ہے اسکو لکھہ دینا بہتر ہوگا +

میں تو سمجھتا ہوں کہ سیدنا مسیح ؑ اور سیدنا محمد صلواۃ اللہ علیہم کے مقدس اور اعلیٰ تر مدارج ایسے ہیں کہ ہم اپنی عقل ناقص سے اور فہم نارسا سے نہیں پا سکتے +

اسلیئے سُن لیجئے کہ حضرت مسیح ؑ اپنے سب سے آخری وعظ میں جو انہوں نے اپنی تعلیم کے سیکھنے والوں کے سامنے بیان فرمایا تھا۔ کیا فرمایا ہے +

۱۲۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں کہوں پر اب تم اونکی برداشت نہیں کر سکتے۔
۱۳۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے۔ تو وہ تمہیں سچائی کی راہ بتائیگا۔ اسلیئے کہ وہ اپنی نہ کہیگا۔ لیکن جو کچھ سُنے گا سو کہیگا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ انجیل یوحنا ۱۶ باب +

اب سُن لیجئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سب سے آخری وعظ میں جو انہوں نے اپنی تعلیم کے سیکھنے والوں کے سامنے فرمایا (جن کی تعداد ایک لاکھہ ہم ہزار تھی) کیا کہا تھا۔ کون سے کلام الٰہی کی قراءت فرمائی تھی وہ یہ ہے
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (ترجمہ) آج تمہارا دین کمال کو پہنچ گیا آج اللہ تعالیٰ کی نعمت تمام

ہونے کے درجہ کو پہنچ گئی آج خدا ظاہر فرماتا ہے۔ کہ اسکی رضامندی اسی امر میں ہے کہ نوع انسان کا مذہب ہمیشہ کے لیئے اسلام ہی ہو ؞

مسیحؑ کی بشارت۔ محمد صلعم کے حق میں۔

دیکھو دونوں مقدس دونوں برگزیدہ ربانی اپنی اپنی آواز میں کیا کیا کچھ فرما گئے ہیں۔ سیدنا مسیح ؑ نے ایک آنے والے ایک سچائی کے بتلانے والے کی بشارت ہم کو سُنائی۔ اور نوع انسان کو ایک مسرت آمیز انتظار ایک سراپا امید وعدہ میں چھوڑ کر الگ ہوئے۔ اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انتظار کو ختم فرمایا وہ بھرپور نعمتیں اور مکمل دین ہمارے سپرد کرتے گئے اور ابدی رضامندی الٰہی کے مژدہ سے فانی انسان کو حیات باقی عطا فرماتے ہوئے دنیا سے سدھار گئے دونوں سچے تھے ایک بشارت سنا گیا۔ دوسرا بشارت کو ہمارے سپرد کر گیا۔ اب کسی زید و خالد کا انکار ان پاک انبیاء کے پاک کلام پر کوئی وقعت نہیں رکھتا بہت سے جلد باز حضرت مسیح ؑ کے مندرجہ بالا ارشاد کو روح القدس کے آنے سے منسوب کیا کرتے ہیں۔ لیکن روح القدس کب حواریوں کے ساتھ نہ تھا۔ یا کب مسیح ؑ کے ساتھ نہ تھا۔ جس کے آیندہ آنے کی وہ خبر دیتے ؞

روح الحق و روح القدس۔

میرے دوستو! یہاں تو روح حق کی خبر دیگئی ہے۔ روح القدس کی نہیں دونوں کے مفہوم میں بھاری تفاوت ہے۔ دونوں کے کام اپنی اپنی خصوصیتیں اپنے اندر لیئے ہوئے ہیں۔ روح القدس حواریوں کے سروں پر پینٹی کسٹ والے دن اُترا تھا۔ تو سب حواری سرشار مسرت بن گئے تھے اور مختلف بولیاں بولنے لگے تھے۔ جنہیں دیکھکر بے خبر لوگ سمجھے کہ انہوں نے شراب پی رکھی ہے ؞

اس روح حق نے اس سچائی کو مکمل کرنا تھا۔ جسکا آغاز حضرت مسیح فرما چکے تھے اُنکے سُنے ہوئے کو جوں کا توں ادا کرنا تھا۔ اُسنے علوم غیب کے دروازوں کو کھولدینا اور خشک میدانوں میں علم کے دریا بہا دینے تھے۔ اُسنے مسیح کی عظمت کو دلنشین و دل گزین بنانا تھا۔ اب دیکھو اور خوب غور سے دیکھو کہ سیدنا محمد النبی الامی صلعم کے سوا اور کس نے ان کاموں کو پورا کیا ہے۔ کس نے ابتداء عالم سے لیکر تا ایندم دعوی

تکمیل کا اعلان کیا ہی- کس نے اتمام نعمت الٓہیہ کا شاہی فرمان پڑھکر سُنایا ہے +
کون خوشنودی ایزدی ابدالآباد کے لئیے اپنی ہی طریقوں کے اندر محصور کر گیا
آپکی نظر انبیاء بنی اسرائیل تک ہی جائیگی مگر میں یہ کہونگا کہ نہیں- طبقہ عالم کے
دیگر بزرگان ملّت اور مقدسان قوم کو بھی شامل کر لیجیئے یہ جامعیّت کا تاج محمدؐ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرق مبارک ہی پہ نور بخش عالم و عالمیان نظر آئیگا و بس +

جناب من آپ نے مہربانی سے استثنا ۱۸/۱۵ کا مصداق سیدنا محمد صلعم کو تسلیم
کر لیا ہے- اور اس سے آپ کی صداقت طلبی بالکل آشکار ہے +

بیشک آپنے اس مقام کو راست بازی سے پڑھا اور روح القدس کی مدد سے اسکے معنی کو سمجھا ہے +

جناب پادری صاحب آپکو معلوم ہے کہ اعمال میں بھی اس مقام کا کوڈ کشن
(اقتباس) کیا ہے اور اعمال نے ۳/۲۲ کے الفاظ کو تحریر کیا ہے- چونکہ ان الفاظ کو
دوہری سند حاصل ہو گئی- اس لئیے میں اُن کو ذیل میں درج کرتا ہوں- لیکن اس وہم
سے کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ ۱۸/۱۵ اور ۳/۲۲ کے مصداق دو جداگانہ شخص ہیں میں
پورے درس نقل کر دیتا ہوں- استثنا، ۱۸ باب +

درس ۱۵- خداوند تیرے لئیے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے
مانند ایک نبی برپا کرے گا- تم اُس کی طرف کان دھریو-
" ۱۶- اُس سب کی مانند جو تو نے خداوند اپنے خدا سے حورب میں مجمع کے
دن مانگا- اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سنوں
اور ایسی شدت کی آگ میں پھر دیکھوں تاکہ میں مر نہ جاؤں-
" ۱۷- اور خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا-
" ۱۸- میں اُنکے لئیے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا- اور اپنا
کلام اُسکے مُنہ میں ڈالونگا- اور جو کچھ میں اُسے فرماؤنگا وہ سب اُن سے کہیگا-
" ۱۹- اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنیگا
تو میں اُس کا حساب اُس سے لونگا-

مجھے آجتک کسی عالم مسیحی یا یہودی کی طرف سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ ۱۸/۱۵ کا مصداق الگ شخص ہے۔اور ۱۸/۱۸ کا الگ۔ اس لیئے مجھے آپ کے انصاف اور صداقت سے بھی یہی امید ہے اور یہ بھی توقع ہے۔کہ ۱۸/۱۸ میں جو اس کی خاص علامت یہ بتلائی گئی ہے۔کہ میں اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا +

اس علامت پر آپ پورا پورا غور فرمائیں گے۔اور قرآن مجید (کلام اللہ) پر تدبر کرنا شروع کردیں گے۔ نیز آیت ۱۹ ابس رب الافواج نے جو تہدید فرمائی ہے۔ اس سے بچنے کی کوشش پوری پوری کیجاوے گی۔ لیکن بفرض محال اگر میں خیال کرلوں کہ آپ نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف ۱۸/۱۵ استثناء کا مصداق مانا ہے۔اور ۱۸/۱۸ کا نہیں تب بھی کوئی ضعف میری دلیل پر نہیں آتا۔ مہربانی سے آیت ۱۵ کے الفاظ تم اس کی طرف کان دھریو۔ پر غور کیجئے۔ یہ لفظ اُس خدا کے ہیں جو زمین و آسمان کا مالک ہے۔جس کے سامنے موسیٰؑ اور مسیحؑ اور ابرہام و نوحؑ سب کے سب سجدہ کرتے تھے اُس رب الافواج کا حکم تمام بنی اسرائیل کو یہ تھا۔کہ اس کی طرف کان دھریں +

اب آپ براہ نوازش فرماویں کہ اس حکم کی تعمیل نہ کرنیکی بابت کیا کوئی عذر کسی شخص کے پاس موجود ہو سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں +

اب میں اپنے خط کو ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ میں آپ کے سوالات پر غالباً اتنا کچھ لکھ سکا ہوں۔ جو آپ جیسے دقیقہ رس اور رمز شناس کے غور و فہم کے لیئے بالکل کافی ہے +

اور با این ہمہ اگر جناب اس بارہ میں مکرر کچھ تحریر فرمائیں گے تو میں خوشی سے اُس کا مطالعہ کرونگا۔ اور جو کچھ میری سمجھ میں آئیگا۔ پھر دوبارہ گذارش کردونگا +

اللہ تعالیٰ آپ کی تحقیق و تدقیق کا نیک پھل آپ کو عطا فرمائے +

قاضی محمد سلیمان عفی عنہ

(۲۷-دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء مقام بھٹنڈا)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک پر یہ کتاب نہایت مستند اور صحیح روایات سے قاضی حاجی محمد سلیمان صاحب سلمان منصورپوری نے مدون ومرتب کی ہے۔ علماء سیر وتاریخ کا اتفاق ہے۔ کہ اس سے بہتر کوئی کتاب سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آجتک کسی زبان میں تالیف نہیں ہوئی۔ جو لوگ اپنے نبی صلعم کے فدائی اور اسلام کے شیدائی ہیں۔ وہ اس کتاب کو پڑھیں دل میں سرور۔ آنکھوں میں نور۔ ایمان میں تازگی۔ عقیدہ میں پختگی۔ محبت الٰہی میں استحکام۔ اور اطاعت نبوی میں کمال اہتمام حاصل ہوجاویگا۔

قیمت حصہ اول۔ دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ/) محصول ڈاک (۷/)

قیمت حصہ دویم۔ چار روپیہ (للعہ) محصول ڈاک

مصنف کی دیگر مطبوعہ کتب یہ ہیں۔

(۱) غایت المرام۔ قیمت ... ۸/

(۲) تائید الاسلام۔ قیمت ... ۸/

(۳) الصلوٰۃ والسلام۔ قیمت ... عہ

(۴) معراج المؤمنین۔ قیمت ... ۱/

(۵) کیا اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے قیمت ۴/

(۶) انجیلوں میں خدا کا بیٹا۔ قیمت ... ۲/

(۷) واعظین کو نصیحتیں۔ قیمت ... ۲/

(۸) مہر نبوت۔ قیمت ... ۳/

(۹) محاکمہ۔ قیمت ... ۱/

(۱۰) استقامت۔ قیمت ... ۲/

(۱۱) تفسیر سورہ یوسف علیہ السلام زیر طبع ہے۔

حالات کربلا معلے۔
سفرنامہ حج۔
رحمۃ للعالمین حصہ سوم۔
} عنقریب چھپوا جاوینگے

ملنے کا پتہ۔

شیخ ہدایت اللہ ضلعدار منیجر دفتر رحمۃ للعالمین پٹیالہ عطر والہ دروازہ

باہتمام ملک چراغدین مالک گیکسٹن برنٹنگ ایکٹرک ورکس لاہور